ایک پیشہ اور ذریعۂ معاش سمجھا جائے گا اور ایسا کار خیر نہ مانا جائے گا جس کے لیے زندگی وقف کر دی جائے تو دنیا کے اور ہمارے درمیان کافی تفاوت اور دوری رہے گی اور ہمارے کار منصبی میں اور روزمرہ کی زندگی میں علحدگی اور فرق رہا کرے گا۔ تعلیم کا کام جب تک اور پیشوں کے مانند رہے گا انسانوں کے درمیان اور مختلف معاشرتی طبقات میں کدو کاوش بنی رہے گی۔ ایسی صورت میں روز افزوں رقابت، شخصی حوصلہ کا بے دردی سے تعاقب اور ملکی اور قومی تفریق کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور ان سے عداوت اور لامتناہی جنگوں کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

اگر سچا استاد بننے کے لیے ہم نے اپنے کو وقف کر دیا ہے، تو ہماری نجی زندگی اور اسکول کی زندگی میں کوئی فرق اور رکاوٹیں نہیں رہیں گی کیونکہ ہر جگہ ہمیں آزادی اور دانشمندی پیدا کرنے کا خیال رہے گا۔ غریب اور امیر کے بچوں کو ہم یکساں سمجھیں گے۔ ہر بچہ کو ایک ایسے فرد کی حیثیت دیں گے جو اپنا مخصوص مزاج، موروثی خصائص حوصلے وغیرہ رکھتا ہے۔ ہمارا واسطہ نہ کسی خاص طبقۂ سوسائٹی سے نہ کسی ذی اختیار یا کمزور جماعت سے ہوگا، بلکہ ہر فرد کی شخصیت کی تکمیل اور آزادی ہمارے پیش نظر رہے گی!
صحیح قسم کی تعلیم کے لیے زندگی وقف کرنا بالکل اپنی خوشی اور مرضی پر منحصر ہونا چاہیے۔ نہ کہ ذاتی مفاد کی اُمید پر یا کسی کے ترغیب دلانے سے اور نہ اس میں کسی قسم کے خوف کی شرکت ہونی چاہیے جو اکثر کامیابی حاصل

کرنے کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکول کی کامیابی یا ناکامیابی سے بہت تعلق رکھنے میں ایک طرح کی ذاتی غرض پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر تعلیم دینا زندگی کے فرائض میں داخل کرنا سمجھ لیا جائے اور صحیح قسم کی تعلیم ہر شخص کے لیے نہایت ضروری مانی جائے، تب معلم اپنی ذاتی یا دوسروں کی خواہشات اور امنگوں سے گمراہ نہ ہوگا اور نہ کسی قسم کی رکاوٹ کو اپنے راستے میں آنے دے گا۔ وہ تعلیم کے لیے وقت اور موقع نکال لے گا۔ اور بغیر کسی صلہ کی آرزو یا عزت و شہرت کی تمنا کے اُس کام میں مصروف ہو جائے گا۔ اور تب خانگی دھندوں، ذاتی تحفظ و آسائش، یا مختلف ضروریات کو محض ایک ثانوی حیثیت دے گا۔

اگر ہم خلوص دل سے سچے معلم بننا چاہتے ہیں تو کسی ایک تعلیمی نظام سے نہیں بلکہ سارے نظامات سے ہم غیر مطمئن اور برگشتہ رہیں گے، کیونکہ ہمیں یہ پورا یقین رہے گا کہ کسی تعلیمی نظام یا دستور العمل سے انسان آزادی حاصل نہیں کر سکتا۔ کسی خاص طریقۂ تعلیم پر عمل کرنے سے چاہے انسان کسی مخصوص یا نئے اقدار کو قبول کر لے، مگر اس سے آزادی نہیں حاصل ہو سکے گی۔ ہمیں اس بات سے بھی خبردار رہنا ہوگا کہ ہم اپنے کسی تیار شدہ نظام کے غلام نہ بن جائیں، کیونکہ انسانی دماغ برابر کوئی نہ کوئی نظام سوچتا اور تیار کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ کسی خاص طرز عمل یا برتاؤ کو اپنا لینے سے بہت سہولت اور عافیت ہو جاتی ہے، اس لیے ہمارا دماغ اکثر ایسی